## ۱۳۔ پانچوں بدیاں ترک کرو

باطنی رُوحانی مشاہدہ اور خُدا سے وِصال کے لیے لازمی ہے کہ سب سے پہلے شہوت، غُصّہ، غرُور، لالچ اور لگاؤ، پانچ بُرائیوں کو ترک کیا جائے۔ اِس شرطِ اول یعنی اِن کو ترک کیے بغیر باطن میں کلمۂ اِلٰہی کے آبِ حیات سے لُطف اندوز ہوسکنا غیر مُمکن ہے۔

شُروع شُروع میں جب رُوح اندر جانا شُروع کرتی ہے تو بجلی کی چمک دِکھائی دیتی ہے۔ اُس کے بعد اُسے چمکدار تیز روشنی کا شُعلہ نظر آتا ہے۔ اور رُوح چاند اور سُورج کو شق کرکے باطن کے رُوحانی طبقات میں سے گُذرتی ہے۔

زندہ مُرشد، خُدا اور بندے کے درمیان ایک ناگُزیر لازمی کڑی ہے۔ مُرشد کی رحمت و راہ نُمائی کے بغیر وِصالِ حق نامُمکن ہے۔ مُرشدِ کامل ہی اُس نادِید کے دیدار کراتا ہے اور حیاتِ جاوِداں بخشنے والے کلمۂ اِلٰہی کا آبِ حیات عطا فرماتا ہے۔

کلمۂ اِلٰہی کے شغل سے ہی بالاتریں رُوحانی مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ مُکمل وحدانیت

[illegible]

نفس

(۱) رَس دامن جیوں چمک چند ایکن دیکھے
اَہنس جوت نر نتر پیکھے

(۲) آنند رُوپ اَنوپ سرُو پا، گورُ پورے دکھایا
ستگورُ ملو آپے پرَ بھ تارے

(۳) سَس گھر سُور دیپک گینارے

(۴) دیکھ اَدرِسٹ رہیو لِو لاگی، سبھ ترِ بھون برہم سَبایا
اُمرت رَس پائے ترسنا بھوجائے
اُن بھَو پد پاوے آپ گوائے
اُوچی پدوی اُوچو اُوچا، نرمل سَبد کمایا
اَدرِسٹ اَگو چر نام اَپارا
اَت رَس میٹھا نام پیارا
نانک کو جُگ جُگ ہرجَس دِیجے، ہر جَپئیے اَنت نہ پایا

---

۱۔ شروع میں تجھے باطن میں بجلی کی چمک دکھائی دے گی۔ تو تجلّی کے دیدار کرے گا اور چاند و سُورج کو پار کرے گا۔

۲۔ تیرا خدا کے لطف و کرم سے وِصال ہو گا۔

۳۔ رُوحانی سفر میں پہلے طبق میں بجلی کی چمک، دوسرے میں پہنچنے پر سُورج کی لالی، اور تیسرے طبق (دسویں دوار) میں پُورے چاند کے نُور کے دیدار ہوتے ہیں۔

۴۔ اِس طرح اُس نادِید کے دیدار ہوتے ہیں اور تینوں طبق میں اُسی کا نُور جلوہ گر نظر آتا ہے۔

(۱) انتر نام پراپت ہیرا
ہر جپتے من من تے دھیرا

(۲) دُگھٹ گھٹ بھو بھنجن پائیے ، باہُڑ جنم نہ جایا
بھگت ہیت گورُ سبد ترنگا
ہر جس نام پدار تھ منگا
ہر بھاوے گورُ میل ملائے ، ہر تارے جگت سبایا
جن جپ جپیو ستگور مت واکے

(۳) جم کنکر کال سیوک پگ تاکے
اُدتم سنگت گت مت اُدتم ، جگ بھوجل پار ترایا
ایہہ بھوجل جگت سبد گورُ تر ئیے
انتر کی دُبدھا انتر جر ئیے

---

۱۔ باطن میں نامِ خُدا کا بیش بہا ہیرا ملتا ہے۔ نامِ خُدا کے رُوحانی عمل سے نفس قابو میں آجاتا ہے۔

۲۔ باطن میں ہی مُشکل راہ پر تمام خوف ختم کرنے والا خُدا ملتا ہے اور حیات و موت کا چکر ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ ملک الموت اور موت کے فرشتے بھی راہِ مرشد پر چل کر رُوحانی عمل کے شاغل کے خدمتگار بن جاتے ہیں۔

(۱) پنچ بان لے جم کو مارے، گگنتر دھنکھ چڑھایا

(۲) ساکت نر سبد سُرت کو پائیے
سبد سُرت بن آئیے جائیے
نانک گورمکھ مکت پرائین، ہر پورے بھاگ ملایا
نربھو ستگور ہے رکھوالا
بھگت پراپت گور گو پالا

(۳) دھن آنند اناحد واجے، گور سبد نرنجن پایا
نربھو سو سر ناہیں لیکھا
آپ الیکھ قدرت ہے دیکھا
آپ اتیت اجونی سنبھو، نانک گورمت سو پایا

---

۱۔ چند عالم، پانچ ربان (تیر) سے مراد صبر، سکون، عفو، فہم اور انکسار لیتے ہیں مگر یہاں پانچ صوت یا آوازوں کی طرف اشارہ ہے جس کے ذریعہ ملک الموت مارا جاتا۔ گگن = باطن میں دوسرے روحانی طبق کا ایک مقام۔ باطن میں کلمۂ الٰہی کا تیر چلانے سے نفس یا شیطان و ملک الموت مارا گیا یعنی دوسرا روحانی طبق پار کرنے میں کامیابی ملی۔

۲۔ خود پرست یا نفس کی راہ پر چلنے والے لوگ روح کو کلمہ سے جوڑنے کا طریق نہیں جانتے اس لیے وہ حیات و موت کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں۔

۳۔ مرشد کی رحمت سے باطن میں ندائے سلطانی کی گونج سنائی دینے لگی ہے، جس سے اس قادر مطلق سے وصال حاصل ہو جاتا ہے۔

انتر کی گت ستگورُ جانے
سو نر بھو گورُ سبدِ پچھانے
(۱) انتر دیکھ نرنتر بُوجھے، اَنت نہ من ڈولایا
نر بھو سو لَاکھ اَنبتر وسیا
اُہنس نام نر بخن رسیا
نانک ہر جس سنگت پایئے، ہر سہجے سہج ملایا
(۲) اَنتر باہر سو پربھ جانے
رہے الپت چلتے گھر آنے
(۳) اُوپر آد سرب تہہ لوئی، سچ نانک امرت رس پایا
(مارو، محلہ ۱، صفحہ ۱۰۴۱-۱۰۴۲)

---

۱۔ جب اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوجاتا ہے تو متواتر ہر جگہ اُس کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔

۲۔ جو مایا اور مادّیت سے پاک ہوجاتا ہے اور نفس کو باہر سے موڑ کر اندر آنکھوں کے پیچھے لاکر کلمہ سے جوڑ دیتا ہے، اُس کو ظاہر و باطن اُسی قادرِ مطلق کا جلوہ نظر آتا ہے۔

۳۔ وہ اُس بالائی رُوحانی طبق میں پہنچ جاتا جو سب سے قدیم اور تمام کائنات کی بُنیاد ہے۔ وہاں پہنچ کر رُوح حیاتِ جاوداں عطا کرنے والے کلمۂ الٰہی، اِسم اعظم یعنی قادرِ مطلق میں جذب ہوجاتی ہے۔

# عشق

## ۱۔ ذکرِ عشق

اِس نظم میں رُوح کو دُلھن اور خُدا کو دُولھا بیان کیا گیا ہے۔ ایک رُوح (مُرید) دُوسری رُوح (مُرید) سے کہتی ہے کہ آؤ اُس قادرِ مُطلق محبُوب کے عشق کا ذکر و گفتگو کریں۔ اور اُس کی عظمت کے گیت گائیں۔ وہ کہتی ہے کہ ہمارا محبُوب تو خوبیوں کا خزانہ ہے اور ہم گُناہوں کا انبار ہیں۔ وہ خالق ہے، قادرِ مُطلق ہے اور ہر طرح مکمل ہے۔ ہم کسی اور کا خیال ہی کیوں کریں؟ گرچہ وہ خُدا، واحد، ہے تاہم وہ کئی اشکال، رنگ روپ، ذات و نسل کی صُورت میں ظہُور پذیر ہے۔ اُس کی مخلُوق لاتعداد ہے جو دِن رات اُس کی عظمت کے گیت گا رہی ہے۔

وہ کون سی خُوبیاں یا اوصاف ہیں جن سے اُس قادرِ مُطلق محبُوب کی رحمت حاصل کی جا سکتی ہے۔ گُفتار کی شیرینی اور اطوار کی خوش خُلقی ہی ایسے اوصاف ہیں، جو اُس کی نظرِ کرم پانے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ مُرشدِ کامل کی صُحبت اور اُس کی ہدایت سے ہی محبُوبِ حقیقی کا عرفان و بلآخر وصال پایا جا سکتا ہے:

(۱) آودَ بھینے گل مِلیہہ اُنک سہیلڑیاہ

(۲) مِل کے کریہہ کہانیاں سمرتھ کنت کیاہ

---

۱۔ آؤ میری پیاری سہیلیو، میرے گلے لگ جاؤ۔

۲۔ آؤ مِل کر اُس محبُوبِ کامل کی باتیں کریں۔

(۱) سانچے صاحب سب گنُ اوگنُ سب اساہ
کرتا سب کو تیرے جور
(۲) ایک سبد وِچار یئے، جاتو تا کیا ہور — رہاؤ
(۳) جائے پچھو سوہاگنی تسی، راویا کنھی گنی
سہج سنتوکھ سیگاریا مِٹھا بولنی
پِر ریسالو تا مِلے جا گورُ کا سبد سُنی
(۴) کیتیاں تیریاں قُدرتی کے وڈ تیری دات
کیتے تیرے جی جنت، صفت کریہہ دِن رات
کیتے تیرے رُوپ رنگ، کیتے جات اجات
(۵) سچ مِلے سچ اُپجے، سچ میں ساچ سمائے
(۶) سُرت ہووے پت اُگوے، گورُ بجنی بھؤ کھائے
نانک سچا پاتساہ، آپے لئے مِلائے

(سری راگ، محلہ ۱، صفحہ ۱۷-۱۸)

---

۱- اُس میں تمام اوصاف ہیں اور ہم میں یکسر خامیاں ہی خامیاں
۲- ہمیں فقط تیرے نام کا ہی ذکر کرتے رہنا چاہیے۔ جب تُو ہے تو کسی دوسرے کے متعلق سوچنا بھی ناروا ہے۔
۳- آؤ اُن خُدا رسیدہ رُوحوں سے جن کا اُس محبُوب خُدا سے وصال ہوچکا ہے، پُوچھیں کہ اُنہوں نے اُس محبُوب خُدا کو کس طرح خوش کیا ہے۔
۴- تیری قُدرت (قوت) ورحمت کی کوئی اِنتہا نہیں۔
۵- مُرشدِ حقیقی مِلے تو کلمۂ الٰہی مِلے اور محبُوبِ حقیقی سے وصال ہوجائے۔
۶- حق کی خبر یا علم ہوجائے تو سچّی عزت مِلے اور مُرشد کے کلمہ سے ہر قسم کا خوف دُور ہوجائے۔

## ۲- غافل نہ ہو خُدا سے

اُس محبُوب خُدا کو لمحہ بھر کے لیے بھُولنا بھی کسی مُوذی مرض کو بُلاوا دینا ہے
اگر محبُوب دِل میں جلوہ گر نہیں تو خُدا کی بارگاہ میں رسائی کیسے ہوگی؟
وصالِ حق کے لیے مُرشدِ کامل کی راہ نمائی لازمی امر ہے۔ مُرشد کی رحمت سے
بدیوں یا بد اعمال کی آگ سرد ہوتی ہے اور دل کو صبر و سکُون حاصل ہوتا ہے۔
دُنیا میں شاذ و نادر ہی کوئی شخص ملتا ہے، جو ایک لمحے کے لیے بھی خُدا اور
نامِ خُدا کو نہیں بھُولتا۔ اِنسان کو لازم ہے کہ مُرشدِ کامل کی رحمت و مدد سے اپنی
زندگی کے محدُود نُور کو اُس لامحدُود نُور، اپنی حقیر ہستی کو اُس ہستیٔ عظیم میں
جذب کر دے۔ تب ہی وہ تشدّد، خُودی، شکُوک، رنج و غم اور دل کی بے قراری
سے نجات پا سکتا ہے۔ مُرشدِ کامل کی رحمت سے ہی ایسے خُدا رسیدہ لوگ جن
کے دِل نُورِ خُدا سے منوّر ہوں، سے ملاقات ہوتی ہے۔

گورُو صاحب ہمیں اِس دُنیا کے لوگوں سے لگاؤ اور پیار سے خبردار کرتے ہیں۔
کیونکہ اُن کا یہاں قیام چند روزہ ہے اور پھر وہ ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ دُنیا اور
اِس کے ساز و سامان کا اُنس، غم اور مُصیبت پیدا کرتا ہے۔ گورُو صاحب نظم کا

اِختتام اِس نصیحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ مُرشدِ حقیقی کو یارِ حقیقی بناؤ کہ وہی
خُدا کی درگاہ تک لے جائے گا:

اِک تِل پیارا وِیسرے روگ وَڈا مَن ماہے
کیو درگہہ پَت پائیئے جا ہر نہ وَسے مَن ماہے
گورُ مِلیئے سُکھ پائیئے، اَگن مرے گُن ماہے
مَن رے اَہِنس ہَر گُن سار
جِن کھِن پَل نام نہ وِسرے، تے جَن وِرلے سنسار

جوتی جوت مِلا ئیے، سُرتی سُرت سنجوگ
ہِنسا ہو مے گت گئے، ناہی سہسا سوگ
گورُمکھ جِس ہَر مَن وَسے، تِس میلے گوُر سنجوگ
کایا کامن جے کری، بھو گے بھوگن ہار
تِس سیوں نیہو نہ کیجئی، جو دِسے چلن ہار
گورُمکھ رَدیہہ سوہاگنی، سو پَربھ سیج بھتار
چارے اگن نِوار مَر، گورُمکھ ہَر جل پائے
انتر کمل پرگاسیا، امرت بھریا اگھائے
نانک ستگوُر میت کر، سچ پاوِیہہ درگہہ جائے

(سری راگ، محلہ ا، صفحہ ۲۱-۲۲)

## ۳۔ خُدا کیسے خوش ہو؟

اِس نظم میں عاشقانِ خُدا کا اُن عورتوں سے موازنہ کیا گیا ہے جو اپنے محبوب خاوند (خُدا) کو خوش کرنے کے لیے بہترین زیورات اور خوبصورت عروسی لباس زیبِ تن کرکے اپنی آرائش و زیبائش کرتی ہیں۔ لیکن جھوٹی محبت کا ایک کھوٹے سکّے کی مانند فوراً پتہ چل جاتا ہے اور وہ آفت پیدا کرتی ہے۔

ایک عورت (رُوح) اپنے خاوند (خُدا) کو کیسے خوش کرے؟ گورُو صاحب فرماتے ہیں کہ کلمہِ الٰہی ہی اُس کا اصل زیور ہے۔ وہ ہمیشہ دست بستہ، پیار بھری آنکھوں اور سچے دل سے اُس کے حکم کی منتظر رہتی ہے۔ اُس کے عشق میں ڈوب کر اُس کی محبت کا رنگ گہرا اور پکّا ہو جاتا ہے۔ وہ ایک غلام کی طرح اُس سے وابستہ رہتی ہے۔

مُرید کو یہ سرخوشی کا عالم اپنے مُرشد سے عشق و محبت سے ملتا ہے۔ جو اُسکے عشق میں کھو جاتا ہے، امر ہو جاتا ہے۔ فنا فی الشیخ ہونا ہی جاوید ہونا ہے۔ ایسی عورت (رُوح) کبھی بیوہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس کا خاوند (خُدا) لافانی و جاوید ہے۔ اُس نے اپنے سینے میں وہ شمعِ کلمہِ الٰہی روشن کرلی ہے، جو کبھی نہیں بجھتی۔ وہ گلے میں 'نامِ خُدا' کی مالا ڈال لیتی ہے اور پیشانی کو عشقِ محبوب کے ہیرے سے سجا لیتی ہے۔ مُرشدِ حقیقی سے عشق کے بغیر اُسے اپنے محبوبِ حقیقی (خُدا) کا کبھی علم نہیں ہو سکتا تھا۔ عشقِ مُرشد ہی عشقِ مولٰے ہے۔ فنا فی الشیخ ہونا ہی فنا فی اللہ ہونا ہے۔

حیاتِ انسانی کو بغیر طلب و وصالِ حق کے، ایک عورت کا خاوند کے بغیر کالی رات کاٹنے سے موازنہ کیا گیا ہے۔ گورُو نانک صاحب نظم کو یہ کہہ کر ختم کرتے ہیں "مُرشدِ حقیقی ہمیں خُدا سے محبت کرنے اور خوف کھانے کا طریق و ترکیب بتلاتا ہے کہ کس طرح واصل بحق ہوا جاتا ہے۔

(۱) سبھے کنت مہیلیاں سگلیاں کریہہ سیگار
(۲) گنت گناون آئیا سوہا ویس وکار
(۳) پاکھنڈ پریم نہ پائیے، کھوٹا پاج خوار
ہر جیو ایوں پر راوے نار
سُدھ بھاون سوہاگنی، اپنی کرپا لیے سوار
گور سبدی سیگاریاں، تن من پر کے پاس
دوئے کر جوڑ کھڑی تکے، سچ کہے ارداس
(۴) لال رتی سچ بھے وسی، بھائے رتی رنگ راس
(۵) پریہ کی چیری کانڈھیے، لالی مانے ناؤ
ساچی پریت نہ تٹئی، ساچے میل ملاؤ
سبد رتی من ویدھیا، ہو صد بلہار جاؤ
(۶) سادھن رنڈ نہ بیسئی، جے ستگور ماہیں سمائے

---

۱۔ تمام روحیں اُس محبوب خدا کی محبوبائیں ہیں اور اُسے خوش کرنے کے لیے بناؤ سنگار کرتی ہیں یعنی اُس سے وصال کی کوشش کرتی ہیں۔

۲ جو اپنی آرائش وزیبائش کا دکھلاوا کرتی ہیں اُن کے یہ عروسی کپڑے سب بے معنی و بے سُود ہیں۔

۳۔ مکر و ریا سے عشق خدا حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تصنّع و بناوٹ بے عزتی کا باعث بنتے ہیں۔

۴۔ وہ اپنے محبوب حقیقی کے عشق میں رنگی ہوئی ہے۔ اُسکے دل میں خدا کا سچا خوف ہے۔ وہ عشق خدا میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یعنی عشق خدا ہی اُس کی آرائش و آبرو ہے۔

۵۔ وہ اپنے محبوب کی محبوبہ کہلاتی ہے اور اُسی کا نام جپتی ہے۔

۶ ۔ جو روح بصورت عورت خدا یعنی اپنے محبوب میں سماجاتی ہے وہ کبھی بیوہ نہیں ہوسکتی۔

(۱) پِر رِیسالوُ نوتنو، ساچو مَرے نہ جائے
نِت رَوے سوہاگنی، ساچی نَدر رَجائے

(۲) ساچ دَھڑی دھن ماڈ ییے، کاپڑ پریم رِسیگار

(۳) چندن چیت وَسایا۔ مندر دَسوا دَوار

(۴) دِیپک سَبد وِگاسیا، رام نام اُر ہار

(۵) ناری اَندر سوہنی، مستک مَنی پیار
سوبھا سُرت سُہاونی، ساچے پریم اپار

(۶) بن پِر پُرکھ نہ جانئی، ساچے گورُ کے ہیت پیار

---

۱۔ جس کا محبوب خوبصورت، خوبرو اور جاوید ہے۔

۲۔ وہ رُوح کلمۂ الہٰی میں ہی جذب ہوتی ہے اور عشقِ خُدا ہی اُس کا خوبصورت لباس وزیبائش ہے۔

۳۔ وہ (رُوح) محبوب کو دل میں بسانے کے لیے ماتھے پر چندن کا ٹیکا لگاتی ہے۔ وہ اپنا ٹھکانہ، نُقطۂ سویدا (دسویں دوار) پر بناتی ہے۔ جہاں نفس و مادّیت کے تمام غلاف اُتر جاتے ہیں۔

۴۔ نُورِ کلمۂ حق اُس کی شمع ہے اور نامِ حق اُس کے گلے کا ہار۔

۵۔ وہ سب رُوحوں سے خُوبصورت نظر آتی ہے کیونکہ اُس کی پیشانی پر محبت کا موتی چمکتا ہے۔

۶۔ وہ اپنے محبوب کے بسوا کسی اور کو مَرد ہی نہیں مانتی۔ یہ کیفیت محبوب سے حقیقی عشق سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

(۱) نِس اندھیاری سُتیئے، کیو پربِن رَین وِہائے
(۲) اَنگ جُلو تَن جَالیو، مَن دَھن جَل بَل جائے
(۳) جا دَھن کنت نہ راویا، تا بِرتھا جوبن جائے
(۴) سیجے کنت مہیلڑی، سُوتی بُوجھ نہ پائے
ہو سُتی پِر جاگنا، کِس کو پوچھوُ جائے
ستگورُ میلی بھے وَسی، نانک پریم سکھائے

(سری راگ محلہ ۱، اشٹ پدی، صفحہ ۵۴)

---

۱۔ جو محبوب سے جُدا ہے دراصل وہ رات کی تاریکی میں سوئی ہوئی ہے۔ نہ جانے اُس کی یہ زندگی کی کالی رات کیسے کٹتی ہے۔
۲۔ کاش محبت سے بے بہرہ اور بے مُروّت عورت کا جسم و جاں جل جائے۔
۳۔ جس نے محبوب خُدا سے محبت نہیں کی، اُس کی جوانی یعنی حیاتِ انسانی رائیگاں چلی جاتی ہے۔

۴۔ نادان رُوح لاعلمی کی نیند سو رہی ہے اُسے یہ نہیں معلوم کہ محبوب تو اُس کے پاس باطن میں ہی موجُود ہے۔

## ۴۔ اِلٰہی عشق

نظم کا آغاز اُس عاشقِ صادق کے دل کی حالت کے خوبصورت بیان سے ہوتا ہے جو عشق کے تیر سے زخمی ہو چکا ہے۔ اُسے محبوب کے سوا نہ کچھ سوجھتا ہے، نہ اچھا لگتا ہے۔ اُس کی رُوح باطن میں نغمۂ ربیّ سے جُڑ جاتی ہے اور وہ دائمی سُرور میں ہی محو و مست ہو جاتا ہے۔ اِس عالمِ کیف میں وہ خُدا سے اپنی رضا میں رکھنے کی اِلتجا کرتا ہے کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ فقط نامِ خُدا ہی اُس کا سہارا ہے۔

گورُو صاحب اُن شرعی رسُوم و اعمال کا بھی ذِکر کرتے ہیں، جن سے نہ تو نفس قابُو میں آتا ہے اور نہ ہی کلمۂ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جسم کو آگ میں جلانے، ہون اور یگ میں جسم کی بوٹی بوٹی ڈالنے، جسم کو ہمالیہ کی برف میں گلا دینے، جسم کو آرے سے کٹوانے یا اِسی قسم کے دیگر اذیّت دہ کام کرنے سے نفس کو لگا ہوا اَیں کا مرض دُور نہیں ہوگا۔ نامِ خُدا کا خزانہ تب بھی نارسا رہے گا۔ خواہ سونے کے محل، گھوڑے، ہاتھی، لاتعداد گائے اور وسیع زمین خیرات کر دیئے جائیں، تب بھی خُودی کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ عِلم و علمیت، مذہبی کُتب کا مطالعہ بھی رُوح کی بیڑیاں نہیں کاٹ سکتے۔ رُوح کی اِن بیڑیوں کو کاٹنے اور درِ نجات کھولنے کے لیے زندہ مُرشدِ کامل کی راہ نُمائی ازحد لازم ہے۔

گورُو صاحب زور دیتے ہیں کہ کلمۂ الٰہی کا رُوحانی عمل ہی باقی تمام طریق سے اعلیٰ و بالا ہے۔ وہ مُتلاشیٔ حق کو مزید سمجھاتے ہیں کہ اُسے اپنے آپ کو سب سے حقیر سمجھنا چاہیئے۔ اُسے یاد رہے کہ تمام جاندار ایک ہی کُمہار کے بنائے ہوئے برتنوں کی مانند ہیں۔ اور تینوں جہان (طبق) اُسی نُور سے منوّر ہیں۔ اُس مالکِ کُل کی رحمت سے ہی اِس حقیقت کا عِلم ہوتا ہے اور اُس کی بخشی ہوئی اِس نعمت کو کوئی چھین نہیں سکتا۔

جب خوش قسمتی سے مُرشدِ کامل کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے تو دِل صبر و سکون کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ جب مُرید خُودی کو ختم کر کے باطن میں مُرشد سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے، تب اُسے لابیان حقیقت سے آگاہی ہوتی ہے اور وہ درگاہِ ایزدی میں بڑی عزت و توقیر سے رسائی پاتا ہے۔ اُسے اپنے باطن میں تیسرے رُوحانی طبق (پار برہم) کی موسیقی و کلمۂ الٰہی کی کِنگری کی گُونج و دُھن کی دلکش صدا سُنائی دیتی ہے۔ یہ عرفانِ حقیقی فقط مُرشد کامل کی رحمت و شفقت سے کسی خوش نصیب کو شاذ و نادر ہی حاصل ہوتا ہے۔

نظم کے آخر میں گورُو صاحب مُرید کو تاکید کرتے ہیں کہ کلمۂ اِلٰہی یا نامِ خُدا کو کبھی نہیں بھُولنا چاہیئے کیونکہ دُنیا کے بند و مصائب سے جب بھی رہائی ہوگی۔ کلمۂ اِلٰہی کے رُوحانی عمل سے ہی ہوگی۔

(۱) رام نام مَن بیدھیا اَور کی کری وِیچار
(۲) سَبد سُرت سُکھ اُپجے، پَر بھ راتوَ سُکھ سار
جِیو بھاوے تِیو راکھ تُو، مَیں ہَر نام اَدھار
(۳) مَن رے ساچی خصم رجائے ـــــ رہاؤ

---

۱۔ نفس فقط کلمۂ الٰہی سے ہی قابُو میں آتا ہے۔ دیگر کسی طریق پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

۲۔ رُوح کو سکُونِ حقیقی کلمۂ الٰہی میں جُڑنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کلمۂ الٰہی میں جُڑنے سے ہی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں اور یہی سُکھ کی بُنیاد ہے۔

۳۔ اللہ کی رضا ہی حقیقت ہے۔

۱ جِن تن مَن ساج سیگاریا، تِس سیتی لِو لائے
۲ تن بیسنتر ہو میٔیے، اِک رَتی تول کٹائے
۳ تَن مَن سَمد ھا جے کری، اَن دن اَگن جلائے
۴ ہَرنامے تُل نہ پجٗی، جے لکھ کوٹی کرم کمائے
۵ اَردھ سریر کٹائیے، سِر کَرَوَت دھرائے
۶ تن ہِمنچل گالیے، بھی مَن تے روگ نہ جائے
۷ ہَرنامے تُل نہ پجُٗی، سب ڈِٹھی ٹھوک وَجائے

---

۱ جس قادرِ مُطلق نے روح کو جسم و نفس دے کر کلمۂ الٰہی سے سجایا ہے ہمیں اُسی سے لَو لگانی چاہیئے۔
۲ یگ کے وقت جسم کو آگ میں جلا دیں۔
۳ جسم کو ہَون کی لکڑیوں کی طرح کاٹ کاٹ کر ہر روز جلاتے رہیں۔
۴ کوئی بھی عمل، ذکرِ نامِ خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔
۵ خواہ کاشی (بنارس) میں جا کر جسم کو آرے سے کٹوا لیں۔
۶ جسم کو ہمالیہ کی برف میں گلالیں تو بھی نفس یا مَن سے خُودی کا مرض ختم نہیں ہوگا۔
۷ ہم نے اچھی طرح جانچ پرکھ کر کے دیکھ لیا ہے۔ کوئی بھی چیز ذکرِ نامِ خُدا کے رُوحانی عمل کا مُقابلہ نہیں کر سکتی۔

(۱) کنچن کے کوٹ دَت کری، بھوُ ہیوَر گیوَر دان
بھوُم دان گئوآں گھنی، بھی انتر گرب گمُان

(۲) رام نام مَن بیدھیا، گورُ دِیا سچ دان

(۳) مَن ہٹھ بُدھی کیتیاں، کیتے بید بیچار

(۴) کیتے بندھن جی کے، گورُ مُکھ موکھ دوار

(۵) سچو اُورے سبھ کو اُپر سچ آچار
سبھ کو اُوچا آکھیئے، نِیچ نہ دِیسے کوئے
اِکنے بھانڈے ساجیئے، اِک چانن تِہ لوئے
کرم مِلے سچ پائیے، دُھر بخش نہ میٹے کوئے
سادھ مِلے سادُھو جَنے، سنتوکھ وَسے گورُ بھائے

---

۱۔ سونے کا قلعہ خیرات کر دیا جائے۔ ہاتھی، گھوڑے، زمین، بہت سی گائیں دان میں دے دی جائیں تو بھی نفس کا تکبّر و غرُور قائم رہتا ہے۔

۲۔ نفس جب بھی قابو میں آتا ہے، ذکرِ نامِ خُدا سے ہی آتا ہے اور یہ نعمت مُرشدِ کامل ہی بخشتا ہے۔

۳۔ لاتعداد 'ہٹھ' ہیں۔ بے شُمار قِسم کے فہم و ادراک و غور و افکار ہیں۔ اور بے شُمار قِسم کی مذہبی کُتب مُطالعہ کے لیئے موجُود ہیں۔

۴۔ یہ سب خُودی و تکبّر پیدا کر کے رُوح کے لیے بندھن کا باعث بنتے ہیں۔ مگر درِ نجات مُرشد کی رحمت سے ہی مِلتا ہے۔

۵۔ دُنیا کی ہر چیز 'نام' یا کلمۂ الٰہی کی حقیقت کے سامنے 'نیچ' ہے۔ کلمۂ الٰہی یا نامِ خُدا کا رُوحانی عمل ہی سب سے اعلےٰ ہے۔ گورُو صاحب

(باقی اگلے صفحہ پر)

(۱) اُکتھ کتھا وِیچار ئیے، جے ستگوُر ما ہے سمائے
پی امرت سنتو کھیا، درگہہ پیدھا جائے
(۲) گھٹ گھٹ واجے کنگری، اَن دِن سَبد سُبھائے

---

بگذشتہ صفحہ سے

اِس نظم میں کلمۂ اِلٰہی یا اِسمِ اعظم کا باقی طریق سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اِس لیے حق سے مراد کلمۂ اِلٰہی یا اِسمِ اعظم ہے۔ اِس جذبہ و خیال کی تشریح کے لیے اِس سطر کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے: "رام نام مَن بیدھیا، گوُر دِیا بیتے دان"۔ آپ واضح کرتے ہیں کہ آپ کا اِشارہ اُس اِسمِ اعظم یا حقیقت کی طرف ہے جس کا عِرفان مُرشدِ کامل سے ہوتا ہے۔ آپ مزید اِشارہ کرتے ہیں کہ یہ 'حقیقت' یا 'حق' ہمارے بس میں نہیں یہ اللہ تعالےٰ کے مہر و کرم سے حاصل ہوتا ہے۔ "کرم مِلے بیتے پائیے، دُھر بخش نہ میٹے کوئے"۔

۱۔ اگر مُرشد میں جذب ہو جائیں تو نادید کے دِیدار ہو جاتے ہیں۔ یہاں مُرشد کی نوُری صوُرت کی طرف اِشارہ ہے۔ جب رُوح پہلے طبق میں مُرشد کی نوُری صوُرت میں محو و جذب ہو جاتی ہے، تب ہی وہ اُس لابیاں و نادید میں سمانے کے قابل بنتی ہے۔

۲۔ 'کنگری' کی گوُنج، جس سے نفس کو جوڑنا ہے وہ سب کے باطن میں رات دن گوُنج رہی ہے۔

(۱) روِرسے کو سوجھی پیئی، گورُمکھ مَن سمجھائے
(۲) نانک نام نہ وِیسرے، چھُوٹے سَبد کمائے

سری راگ، محلہ ا، صفحہ ۶۲

---

۱۔ جو راہِ مُرشد پر چل کر نفس پر قابو پا لیتے ہیں ایسے ہی رانے گنے لوگوں کو کلمۂ حق کا عرفان ہوتا ہے۔

۲۔ نامِ خُدا کو کبھی نہیں بھُولنا چاہیے کیونکہ نفس و مادّیت، حیات و موت، طلب و تمنّا، خُودی، تکبّر اور لاعلمی کی قید و بند سے جب بھی نجات ملے گی، مُرشدِ کامل کے بخشے ہوئے کلمۂ الٰہی کے رُوحانی عمل سے ہی ملے گی۔

## ۵ - وصالِ جانفزا

اِس نظم میں حیاتِ اِنسانی کو کسی دُلہن کی اپنے محبوب خاوند کی فُرقت میں گذری بے خواب و پُر درد رات سے مشابہت دی گئی ہے۔ اگر اُس کا خاوند اُسکے پاس ہوتا تو وہی رات خوشیوں بھری ہو جاتی۔ گورُو صاحب خاوند سے فُرقت زدہ اُس سجی ہوئی دُلہن کے تصوّر کے ذریعہ، اِظہار فرماتے ہیں کہ خُدا (خاوند) سے علیحدہ ہو کر زندگی کے تمام آرام و آسائش کوئی خوشی و قرار نہیں دے سکتے۔ یہ تمام لذّاتِ نفسانی فریب ہیں۔ یہ نہ صرف عارضی ہی ہیں بلکہ درد و غم سے بھی پُر ہیں۔

(۱) مُندھ رَین دو ہیلڑیا، جیو نیند نہ آوے

(۲) سا دَھن دُبلیار جیو برکے ہاوے

---

۱- جو عورت (رُوح) خاوند (خُدا) سے بچھڑی ہوئی ہے۔ اُس کی زندگی کی رات بڑی پریشانی سے گذرتی ہے۔

۲- وہ فراقِ یار میں پژمُردہ ہو جاتی ہے

(۱) دَھن تھَیئی دُبل کَنت ہاوے، کیو نَینی دیکھئے

(۲) سیگار مِٹھ رَس بھوگ بھوجن، سبھ جُوٹھ کِتے نہ لیکھئے

(۳) میں مَت جو بن گرَب گالی دُودھا تھَنی نہ آوئے

(۴) نانک سا دَھن مِلے ملائی، بِن پِر نِیدنہ آوے

---

۱۔ ہجر و فراق میں غمزدہ اور کمزور عورت ہمیشہ اسی اِنتظار میں رہتی ہے کہ محبُوب کے دِیدار ہوں۔

۲۔ اُس کو سب سج دھج اور میٹھے اور لذیز کھانے بدمزہ لگتے ہیں۔ اُسکے لیے وہ سب فضول و بے کار ہوتے ہیں۔

۳۔ بدمست جوانی، غرُور کے باعث ضائع چلی جاتی ہے۔ جس طرح تھنوں میں سے نِکلا ہوا دودھ واپس تھنوں میں نہیں آتا، اُسی طرح یہ حیاتِ اِنسانی مثلِ جوانی واپس نہیں آسکتی۔ اور وِصالِ حق کا یہ نادر موقعہ ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔

۴۔ یہ رُوح اُس کُل مالک سے تب ہی وصال پا سکتی ہے جب وہ مالکِ کُل خُود چاہتا ہے۔

(۱) مُندھ نا نڑ یا رجیو بِن دھنی پیارے
کیوں سُکھ پاوَیگی، بِن اُر دھارے
(۲) ناہ بِن گھر واس ناہی پُچھو سکھی سَہیلیا
بِن نام پریت پیار ناہی، وسہہ ساچ سَہیلیا
سچ مَن سجن سَنتو کھ میلا، گُورمتی سَہہ جانیا
نانک نام نہ چھوڈے سادھن، نام سہج سمانیا
مِل سکھی سَہیلڑیہو ہم پر راوِ یہا
گوُرُ پُچھ لکھو گی جیو سَبد سَینہا
سَبد ساچا گوُرُ دِکھایا، مَن مُکھی پچھتانیا
(۳) نِکس جا تو رَہے اَستھر، جام سچ پچھانیا
(۴) ساچ کی مَت سدا نُوتن، سَبد نیہہ نویلیو
نانک ندری سہج ساچا، مِلو سکھی سَہیلیو

---

۱۔ وہ اپنے محبوب کے بغیر لاچار ہے۔ کیونکہ اپنے خاوند کی چھوڑی ہوئی عورت کی کوئی بھی عزت نہیں کرتا۔

۲۔ سَہیلیوں (دوسری رُوحوں) سے پُوچھ کر دیکھ لیں کہ بغیر محبوب خُدا کے دیدار کے صبر و سکُون نصیب نہیں ہو سکتا۔

۳۔ جب خُدا یعنی حق کی پہچان ہو گئی تو باہر نہیں نِکلتا۔ یعنی باہر ادھر اُدھر بھٹکتا ہوا نفس یا من باطن میں مقیم ہو جاتا ہے۔

۴۔ جب راہِ حق کی پہچان ہو گئی تو رُوح ہمیشہ کے لیے نئی نویلی اور خُوبصورت بن گئی۔ کلامِ الٰہی سے عشق رُوح کو ہمیشہ کے لیے جوان و خوبصورت کر دیتا ہے۔

میری راچھ پُنی جیو، ہم گھر ساجن آیا

(۱) مِل وَر ناری منگل گایا

(۲) گُن گائے منگل پریم رَہسی، مُندھ مَن اُماہُو

(۳) ساجن رَہنسے دُسٹ وِیاپے، ساچ جَپ ہسچ لاہُو

(۴) کرجوڑ سا دَھن کرے بِنتی رَین دِن رَس بھنیا

(۵) نانک پِر دَھن کرے رَلیا، اِچھ میری پُنیا

گوڑی پوربی، محلہ ۱، صفحہ ۲۴۲

---

۱۔ خاوند سے ملنے پر عورت نے خوشی کا گیت گایا یعنی رُوح نے باطن میں نغمۂ ربّی کو سُنا۔

۲۔ عورت محبوب کے اوصاف و محبت کے گیت گا کر خوش ہوئی اور اُس کا دِل خوشی اور شوق سے بھر گیا۔

۳۔ اُس کے ہمدرد دوست خُوش ہو گئے اور دُشمن رنجیدہ ہو گئے۔ اُس نے حق کا ذِکر کر کے حقیقی فائدہ پا لیا۔

۴ اب رُوح عرض کرتی ہے کہ مجھے اسی طرح رات دن اپنے عشق میں محو و غلطاں رہنے دو۔

۵۔ میرا محبوب سے وصال ہو گیا ہے۔ اب میں عیش کر رہی ہوں۔ میری تمام خواہشات پُوری ہو گئی ہیں۔

## ۶ - محبوب خدا

جس طرح ایک خوبصورت دُلھن اپنے خاوند سے بے حد پیار کرتی ہے اگر رُوح انساں بھی اپنے محبوب خدا سے اُسی طرح عشق کرے تو یقیناً وصالِ حق نصیب ہوگا خدا تو بے داغ، پاکیزگی و رحمت کا خزانہ ہے۔ جب رُوح (دُلھن اپنے خاوند) خدا کے عشق میں ڈوب جاتی ہے تو اُس کے تمام حواس اور دل و دماغ پاک ہوجاتے ہیں۔ جو رُوح کلمۂ الٰہی سے جُڑ جاتی ہے، خدا اُس سے بے حد خوش ہوتا ہے۔ جب رُوح محبوب خدا کا دیدار کرتی ہے اُسے عالمِ سرخوشی و لُطف و سرُور حاصل ہوجاتا ہے۔ اپنے مخزن سے وصال کی کشش و تڑپ ہر چیز کی فطرت ہے۔ رُوح میں بھی یہ فطری خواہش و شوق موجود ہے۔ لیکن وہ اپنے اعمال کے بوجھ کے تلے دبی ہوئی ہے۔ جب بھی یہ بوجھ ہٹتا ہے، وہ فوراً اپنے اصل سے جا کر وصال پاتی ہے۔ اور یہ وصال بڑا پُر شدّت، ابدی اور جانفزا ہوتا ہے۔

مُندھ جوبن بالڑے تیرے میرا پر رَ ریالا رام
دھن پر نیہو گھنا رَس پریت دَ یالا رام
دھن پرہ میلا ہوئے سوامی آپ پَر بھ کرپا کرے
سیجا سُہاوی سنگ پر کے سات سَرامرت بھرے
کر دَیا مَیا دیال ساچے سبد مِل گُن گا دَو
نانکا ہَر وَر دیکھ بگسی مُندھ مَن اوما ہو

مُندھ سہج سلونڑیے اِک پریم بِنتی رام
میں مَن تَن ہر بھاوے پَر بھ سنگم راتی رام
پَر بھ پریم راتی ہَر بِنتی نام ہَر کے سُکھ وَسے
تو گُن پچھانے تا پر بھ جانے گُنہہ وس اَوگن نَسے

بُدھ باجھ اِک تِل رہ نہ ساکا کہن سُنن نہ دِھیجئے
نانک پریو پریو کر پُکارے رسن رس من بھیجئے
سکھیو سہیلڑیہو میرا پِر و نجارا رام
ہرنامو ونجڑیا رس مول اپارا رام
مول امولو سچ گھر ڈھولو، پربھ بھاوے تاں مُندھ بھلی
اِک سنگ ہر کے کرے رلیاں ہوں پکاری در کھلی
کرن کارن سمرتھ سری دھر آپ کارج سارئے
نانک ندری دھن سوہاگن سبد ابھ سادھارئے
ہم گھر ساچا سوہلڑا پربھ آیڑے میتا رام
راوے رنگ راتڑیا من لیئڑا دیتا رام
آپنا من دیا ہر ور لیا، جیوں بھاوے تیوں راوئے
تن من پر آگے سبد سبھاگے، گھر امرت پھل پاوئے
بُدھ پاٹھ نہ پائیے بہو چترائیے، بھائے مِلے من بھانے
نانک ٹھاکر میت ہمارے، ہم ناہی لوکانے

آسا چھنت محلہ ا صفحہ ۴۲۵ - ۴۲۶

# عشق کا موسم

ہندوستان میں برسات کے موسم کو اپنی بے پناہ خوبصورتی، کالے بادلوں، بجلی کی چمک، پرندوں کی چہچہاہٹ اور مور کے ناچ کے باعث محبوب و محبوبہ کی محبت سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ گورُو نانک صاحب اِس مثال کے ذریعہ اِنسانی زندگی کو خُدا سے وصال کا موسم قرار دیتے ہیں۔ جیسے وہ عورت، جسے اِس موسم میں اپنے محبوب سے وصل کی راحت نہیں مِلتی، بدنصیب سمجھی جاتی ہے، بعین ہی وہ اِنسان جو اپنی حیات کے دوران محبوب خُدا سے وِصال کا لُطف نہیں اُٹھاتا ہمیشہ غمگین رہتا ہے۔ دُنیا کے تمام عیش و آرام کے باوجُود وہ اپنے باطن میں ایک خلا کا احساس کرتا ہے، جسے دُنیاوی عیش کے تمام سازوسامان اور حواس کی لذّات پورا نہیں کر سکتے۔

نظم کے دُوسرے حصّہ میں محبُوبہ کے دردِ فراق کی شدّت کو بیان کیا گیا ہے جو خواب میں اپنے محبوب کے دِیدار کے بعد جاگنے پر اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اِسی طرح ایک عاشقِ صادق کو باطن میں محبُوب خدا کی ہلکی سی جھلک مِلے اور غائب ہو جائے تو وہ اور بھی غمگین ہو جاتا ہے۔ رُوح کا ربّ سے دائمی وصال بے حد ضروری ہے۔

نظم کے آخر میں گورُو صاحب مُرشدِ کامل کی عظمت بیان کرتے ہیں گورُو صاحب فرماتے ہیں کہ جسے محبوب خُدا سے وِصال کی چاہ ہے، اُسے اپنے سر کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ اُسے لازم ہے کہ بغیر سر کے یعنی اپنی خُودی ختم کر کے خُود سپردگی سے اُس کی خِدمت کرے۔

(۱) موری رُن جھُن لایا بھینے ساون آیا

---

۱۔ مور میٹھی سُر میں کُوک لگا رہا ہے۔ وہ خُوشیاں مَنا رہا ہے۔ کیونکہ ساون آ رہا ہے۔

(۱) تیرے مُندھ کٹارے جیوڑا ' رتن لوبھی لوبھ لُبھایا
(۲) تیرے درسن وِٹہُہ کھنیئے وَنجا تیرے نام وِٹہُہ قُربانو
جا توُں تا میں مان کِیا ہے ' تُدھ بِن کیہا میرا مانو
(۳) چُوڑا بھن پلنگھ سیو مُندھے ' سن باہی سَن باہا

(۴) ایتے ویس کریندئیے مُندھے سوہ راتو اَوراہا
(۵) نہ مَنیار نہ چُوڑیا ' نہ سے ونگڑ یا ہا
جو سَوہ کنٹھ نہ لگیا جلن سے باہڑ یا ہا
سب سَیاں سَوہ راون گئیا ' ہو دادھی کے دَر جاوا
(۶) اعمالی ہو کھَری سُچجّی تے سہہ ایک نہ بھاوا
(۷) ماٹھ گُندائیَ پٹیا ' بھریئے ماگ سندھُور ے

---

۱۔ اے محبوب! تیری نگاہِ ناز کی تارِ اُلفت نے مجھے گرفتار کر لیا ہے۔ ان کی دلرُبا کشِش میں گرفتار میرا نفس (من) ان کا ہی گرویدہ ہوگیا ہے۔
۲ میں تیرے دیدار پر قُربان اور تیرے نام پر نثار ہُوں۔
۳ اپنا عروسی پلنگ اور چوڑیاں توڑ ڈال کیونکہ محبُوب خاوند کے بغیر سُہاگ کی یہ نشانیاں بےمعنی و بے سُود ہیں۔
۴ تُو اتنی بنتی سنورتی ہے مگر تیرا خاوند اوروں سے عیش منا رہا ہے۔
۵ نہ تو تیرے پاس چُوڑی والا یعنی مُرشد ہے نہ عبادت کی چُوڑیاں اور نہ عِشق کی ونگاں (چُوڑیاں) ہیں جس سے تُو خاوند' خُدا کو خُوش کر سکے۔
۶ اے سہیلی! جب تک میں خاوند کو قبُول نہیں ہوتی' میں باسلیقہ وخُوبصورت کیسے ہو سکتی ہوں۔
۷ میں نے بالوں میں کنگھی کی' چوٹی گُوندھی اور مانگ میں سندھُور بھی ڈالا ہے۔

١ اَگے گئیَ نہ مَنیا، مَرَوَ وِسُور رِ وسُورے

٢ مَیں رووندی سبھ جگ رُنا، رُنڑے وَنہُ پنکھیرو

اِک نہ رُنا میرے تَن کا برہا، جن ہَوَ پرہو وِچھوڑی

سُپنے آیا بھی گیا، میں جَل بھریا روئے

آئے نہ سَکا تجھ کَن پیارے، بھیج نہ سکا کوئے

آؤ سبھاگی نیدڑیئے، مت سَوہ دیکھا سوئے

٣ تَے صاحِب کی بات جے آکھے، کہو نانک کیا دیجے

٤ سیس وَڈھے کر بیسن دیجے، وِن سِر سیو کریجے

٥ کیو نہ مریجے، جیئڑا نہ دیجے، جا سَوہ بھیا وِڈانا

وڈہنس، محلہ ۱، صفحہ ۵۵۷-۵۵۸

---

١ مگر خاوند، خدا کے دَر پر یہ بناؤ سنگار قبول نہیں ہوئے اِسی لیے میں
رو رو کر مر رہی ہوں۔

٢ میری آہ وزاری سے سارا جہان رو پڑا۔ جنگل کے پرند رونے لگے مگر خود
فراق ہی ایسا سنگدل نِکلا کہ تمام آہ وزاری کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

٣ جو محبوب کی بات بتائے، اُسے تُو کیا دے گا؟

٤ اُسے بیٹھنے کے لیے اپنا سر کاٹ کر دوں گا اور بغیر سر کے اُسکی
خدمت کروں گا۔

٥ جب محبوب بے گانہ ہو جائے تو اُس کے وِصال کے لیے جان تک
کیوں نہ قربان کر دی جائے۔

## ۸۔ گنہگار کا عہد

گنہگار کا دِل ہمیشہ ڈر سے بھرا رہتا ہے۔ اُسے ہمیشہ یہی خوف ستاتا رہتا ہے کہ نہ جانے کو نسے درد و غم اور سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

تاہم اُسے خُدا کے رحیم و کریم ہونے پر پختہ یقین ہے۔ لہٰذا وہ عہد کرتا ہے کہ آئندہ وہ اپنی پُوری طاقت و عقیدت سے اُس کی عِبادت و بندگی کرے گا اور اور جب اُس کا آخری وقت آئے گا، وہ نجات پا جائے گا۔

وہ عہد کرتا ہے کہ وہ کلمۂ اِلٰہی کا رُوحانی عمل کرے گا، جو اُسے کشتی بنکر زندگی کے اِس بحرِ ظلمات سے پار کر دے گا کیونکہ ماسوا اُس حق کے کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ اُس کے سوا اور کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔

گورُو صاحب، نظم کو، خُدا سے اِس دُعا کے ساتھ ختم کرتے ہیں "اے خُدا! مُجھے اپنے نامِ حقیقی، کلمۂ اِلٰہی کی نعمت عطا فرما۔ میں ہمیشہ تیرا غُلام و خدمتگار رہونگا"

رجیو ڈرت ہے آپنا کَے سیو کری پُکار
دُوکھ وسارن سیویا، سَدا، سدا داتار
صاحب میرا نیت نوا، سَدا، سدا داتار
اَن دِن صاحِب سیوِئیے، انت چُھڈائے سوئے
سُن، سُن، میری کامنی، پار اُتارا ہوئے
دیال تیرے نام ترا، صَدقُربانے جاؤں
سَربنگ ساچا ایک ہے، دُو جانا ہی کوئے
تاکی سیوا سو کرے، جاکو نَدر کرے
تُدھ باجھ پیارے کیو رہا
سا وَڈیائی دیہہ، جِت، نام تیرے لاگ رہا

دوجا ناہی کوئے، جس آگے پیارے جائے کہا
سیوی صاحب آپنا اور نہ جاچوں کوئے
نانک تاکا داس ہے، بند بند، چُکھ چُکھ ہوئے
صاحِب تیرے نام زو ٹھہۂ، بند بند چُکھ چُکھ ہوئے

دھناسری، محلہ۔ ۱، صفحہ ۶۶۰

# ۹۔ بے سلیقہ دُلھن

یہ نظم عاجزی اور اِلتجا کے جذبہ کا اِظہار کرتی ہے۔ گورُو نانک صاحب نے زرومالِ حق کے خواہاں احمق وگنوار مُتلاشیٔ حق کو ایک بے سلیقہ دُلھن سے مُشابہت دی ہے۔ جس دُلھن میں خامیاں ہی خامیاں ہیں کوئی خُوبی نہیں وہ اپنی ازدواجی زندگی بخیریت بسر کرنے کی کیسے اُمید کرسکتی ہے؟

گورُو صاحب فرماتے ہیں کہ محبُوب کو چاہنے اور پانے والی تو کئی ہیں، جو خُوبیوں میں ایک دُوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ تب یہ بے سلیقہ اپنے محبُوب سے قبُولیت کی کیسے اُمید کرسکتی ہے؟

گورُو صاحب تشبیہہ کو جاری رکھتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ وہ تو زر و مال اور دیگر دُنیاوی سازوسامان کے پیچھے بھاگتی پھرتی ہے۔ اُسے اِس بات کا احساس ہی نہیں کہ یہ تمام بھی اُس کے مالک کی ہی دی ہوئی ہیں۔ اِنسان بھی اُس کی تخلیق کی کشش میں کھوجاتا ہے اور اُس خالق کو بھُول جاتا ہے۔

بُوڑھا ہونے پر جب سر کے بال سفید ہو جاتے ہیں، تب بھی یہ نادان اِنسان اپنی قیمتی زندگی کو برباد کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنے آیندہ سفر کی تیاری کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دیتا۔

گورُو نانک صاحب نظم کو اِس دُعا کے ساتھ ختم کرتے ہیں: "اے خُدا! جس طرح تُو نے دُوسروں کو اپنے جلوہ سے نوازا ہے، ایک دِن مجھ عاجز ومسکین پر بھی یہ رحمت فرما":

۱ منج کجّی اَمالوَن ڈوسڑے ہو کیو سَوہ راوَن جاوَ رجیو ۔

۲ اِکڈو اِک چوڑندھیاں کوَن جانے میرا ناوَ رجیو ۔

۳ جنہیں سکھی سَوہ راویا' سے ابی چھاوڑی ایہہ رجیو

۴ سے گُن منج نہ آونی ہو کے جی دوس دَھریو رجیو

۵ کیا گُن تیرے وِتھرا ہو' کیا کیا گِھنا تیرا ناوَ رجیو

۶ اِکت ٹوُل نہ انبڑا' ہوں صد قُربانے تیرے جاوَ رجیو

۷ سوئنا' رُپا' رَنگلا' موتی تے مانک رجیو
سے وَستو سَہہ دِیتا' میں تن سیو لایا چِت رجیو

---

۱۔ میں بے سلیقہ ہوں۔ میرے گُناہ بے شُمار ہیں۔ میں محبوب سے وِصال کے لیئے کیسے جاؤں۔

۲۔ اُس مالک کی بے شُمار رُومیں غُلام ہیں۔ مُجھ نکمّی کو وہاں کون جانتا پہچانتا ہے۔

۳ جو سہیلیاں (رُوحیں) محبُوب کے ساتھ ہیں وہ آموں کے سائے تلے موج منا رہی ہیں یعنی امن و چین سے ہیں۔

۴ میرے پاس کوئی اوصاف نہیں میں کِسے اِلزام دُوں ۔

۵ میں تیرے اوصاف کو مُفصل کیا بتاؤں ؟ میں تیرا کیا ذِکر کروں ؟ یعنی تیری بے شُمار خُوبیاں ہیں ۔

۶ میں تو تیری ایک بھی خُوبی نہیں پا سکتا۔ میں تو تُجھ پر قُربان ہوں۔

۷ میرے محبُوب نے سونا' چاندی' ہیرے جواہرات یہ تمام اشیا مُجھے عنایت فرمائیں اور میں اِنہی اشیا کے لالچ اور لگاوَ میں ہی اُلجھ گیا اور اُسے بھُلا دیا۔

۱ مندر مٹی سنوارڑے، پتھر کیتے راس رجیو
۲ ہوں اپنی توٹی بھلیس، تس کنت نہ بیٹھی پاس رجیو
۳ انبر کو بجا کر لیا، بگ بیٹھے آئے رجیو
۴ سا دھن چلی سا ہرے، کیا منہ دیسی اگے جائے رجیو
۵ ستی ستی جھال رتھیا، بھلی واٹڑ پاس رجیو
۶ تیں سوہ نالوں متیس دکھاں کو دھرپاس رجیو
تدھ گن میں سبھ اوگناں، اک نانک کی ارداس رجیو
سبھ راتی سوہاگنی، میں ڈوہاگن کائی رات رجیو

سوہی محلہ ۱ صفحہ ۷۶۲

---

۱ ۔ میں نے اس جسدِ خاکی (خاک کے پتلے) کو ہیرے جواہرات سے سجایا۔
۲ میں ان فانی اشیا کو جمع کرنے میں لگ کر اتنا بھٹک گیا کہ دو گھڑی بھی اُس مالک کے پاس نہ بیٹھا۔
۳ سر پر لب موت آواز دے رہی ہے اور بال بگلے کی مانند سفید ہو گئے ہیں۔
۴ . (عورت) روح کے دوسرے جہان (سسرال) جانے کا وقت آگیا ہے۔ اب وہ وہاں کیا منہ دکھائے گی۔ اُسے وہاں شرمندہ و رسوا ہونا پڑے گا۔
۵ . غفلت کی نیند سوئی ہوئی روح کی (رات) عمر گذر گئی اور یہاں سے کوچ کرنے کا وقت آگیا۔ وہ اپنی اصل راہ سے بھٹک گئی ہے۔
۶ میں محبوب سے بچھڑ گئی اور دکھ و تکلیف جمع کرتی رہی۔

# ۱۰۔ باسلیقہ دُلھن

یہ نظم بے سلیقہ دُلھن، کی تکمیل ہے۔ اس نظم میں گورُو صاحب بے سلیقہ و بدتہذیب دُلھن کے برعکس ایک باسلیقہ وسیانی دُلھن کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔ اس سے مُراد اُس شخص سے ہے جسے خُدا پر مکمل اِعتماد ہے، جو اُسکی رضا میں رہتا ہے اور کلمۂ الٰہی کے رُوحانی عمل میں محو و مشغول رہتا ہے۔

خُدا جس اِنسان کے ساتھ ہے، اُسے ظاہر و باطن سکون حاصل رہتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خُدا کے سپُرد کر دیتا ہے اور جس حال میں بھی خُدا رکھتا ہے، خُوش رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، خُدا کی رضا و حُکم سے ہو رہا ہے۔

جب خُدا رضا میں ہو تو وہ ایک خُوبصورت و مسرور ہستی نظر آتا ہے مگر جب اُس کی موج دُوسری ہو تو وہ خوفناک شکل اِختیار کر لیتا ہے۔ اُس کی تہہ کو نہیں پایا جا سکتا۔

گورُو صاحب اس چھوٹی سی نظم کو اس دُعا کے ساتھ ختم کرتے ہیں "اے خُدا! مجھے مُرشدِ کامل سے کلمۂ الٰہی کی نعمت عطا فرما۔ کیونکہ اُس سے ہی تجھ سے وصال ہو سکتا ہے" :

جا تُو تا میں سبھ کو، تُو صاحِب میری راس جیو
تُدھ انتر ہو سُکھ وَساں، تُو انتر سا باس جیو
بھانے تخت وڈائیاں، بھانے بھیکھ اُداس جیو
بھانے تھَل سِر سَر وَہے، کمل پھُلے آکاس جیو (۱)
بھانے بھَوجَل لنگھئے، بھانے منجھ بھری آس جیو
بھانے سو سَوہ رنگُلا، صِفت رَتا گُن تاس جیو

---

۱۔ تیری موج و رضا ہو تو ریگستان میں دریا بہنے لگتے ہیں۔ اور تیری رضا ہو تو آسمان میں کنول کھِلنے لگتے ہیں۔

(۱) بھلے سَوہ بِھیہا دلا، ہو آون جان مُیئیاس جیو
تُوں سَوہ اگم اَ تول دا، ہو کہہ کہہ ڈَھیہہ پیئیاس جیو
کیا ماگو کیا کہہ سُنی، میں درسن بھُوکھ پیاس جیو
گورُ سَبدی سَوہ پایا، سچ نانک کی اردااس جیو

سوہی، محلہ ۱، صفحہ ۷۶۲ ـ ۷۶۳

---

۱۔ تو اپنی موج سے اِنسان کو خوفناک معلوم ہوتا ہے اور اُس کی حیات و موت کا خوف بنا رہتا ہے۔

## ۱۱- ضائع کردہ موقعہ

اِس عشقِ خُدا سے پُر نظم میں اِنسان کو دُلھن، خُدا کو دُولھا اور حیاتِ انسانی کو رات سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ اُس نو بیاہی دُلھن کو یہ رات اپنے خاوند سے محبّت کا کھیل کھیلنے اور خوشی خوشی بَسر کرنے کو مِلی ہے۔ اِس کے برعکس وہ اِس نادر موقعہ کو دُنیا کے فضول کاموں میں ہی ضائع کر دیتی ہے۔ اُس نے اپنی زندگی محبُوب کے ساتھ وِصال کا لُطف و سُرور لینے کی بجائے گُناہوں کی گٹھڑی باندھنے میں ہی ضائع کر دی۔ مُرشدِ کامل رحمت فرماکر بطور ثالث اُس کا محبُوب خُدا سے وِصال کرانا چاہتا ہے مگر وہ جوانی کے نشہ میں بَدمَست اُس کے نصیحت آموز اقوال کی طرف توجہ ہی نہیں دیتی۔

آخِرِ شب (بوقت آخر) جب اُسے اپنی نادانی کا اِحساس ہوتا ہے تو وہ مُرشد سے وِصالِ محبُوب کی اِلتجا کرتی ہے۔ مُرشد کرم فرماکر اُس کی عرض مان لیتا ہے وہ اُسے محبُوب سے مِلا دیتا ہے اور محبُوب کی رحمت و شفقت پاکر بالآخر وہ ابدی سُرور حاصل کر لیتی ہے۔

(۱) بھر جوبن میں مَت پیئڑے گھر پاہونی بلرام جیو
(۲) مَیلی اَوگن چِت بِن گورُ گُن نہ سماونی بلرام جیو

---

۱۔ میں پُر زور شباب کے نشہ میں مست ہوں۔ خُودی تکبّر میں بے خُود ہوں۔ مُجھے یہ خبر نہیں کہ میرا اِس دُنیا میں عارضی قیام ہے اور مُجھے ایک دن سسُرال یعنی اگلے جہان جانا ہے۔ میں خُدا پر قُربان ہوں۔

۲۔ میں خامیوں سے پُر ہوں۔ بغیر مُرشد کی رحمت کے کوئی وصف میرے سینے میں نہیں سما سکتا۔

(۱) گُن سار نہ جانی بھرم بُھلانی جوبن باد گوایا
وَر گھر دَر وَرسن نہیں جاتا، پِر کا سہج نہ بھایا
ستگوُر پُوچھ نہ مارگ چالی، سُوتی رَین وِہانی
(۲) نانک بالتن راڈیپا، بن پِر دھن کُملانی
بابا میں وَر دیہہ میں ہَر وَر بھاوے تِس کی بلرام جیو
(۳) رَو رہیا جُگ چار تِر بھوَن بانی جس کی بلرام جیو
(۴) تِر بھوَن کنت رَدے سو ہاگن، اَوگن وَنتی دُورے
(۵) جیسی آسا تیسی مَنسا، پُور رہیا بھر پُورے
ہر کی نار سو سرب سو ہاگن، رانڈ نہ میلے وَیسے
نانک میں وَر ساچا بھاوے، جُگ جُگ پریتم تَیسے

---

۱۔ میں نے خوبیوں کی طرف دھیان نہیں دیا۔ اوہام میں اُلجھ کر جوانی برباد کرلی۔

۲۔ جس طرح بچپن میں ہی بیوہ ہوجانے والی لڑکی جوانی میں مُرجھائی و اُداس رہتی ہے اُسی طرح اللہ تعالےٰ کے بغیر یہ رُوح پژمُردہ اور غمگین رہتی ہے۔

۳۔ جو خُدا چاروں یُگوں میں کلمہ یا شبد کی صوُرت میں تینوں جہان میں ظہوُر پذیر ہورہا ہے۔

۴۔ وہ خُدا باوصف و با عقیدت لوگوں کے پاس رہتا ہے۔ مُجھ جیسے نکمّے اور خامیوں سے بُرے دُور رہتا ہے

۵۔ ایسے خُدارسیدہ لوگوں کی ہر تمنّا وہ ہر جگہ موجُود خُدا پوُری کرتا ہے۔

(۱) بابا لگن گنائے ہنجی وَنجھاں سا ہورسے بلرام جیو
سا ہا حُکم رجائے سو نہ ٹلے، جو پربھ کرے بلرام جیو
(۲) کِرت پیا کرتے کر پایا میٹ نہ سکے کوئی
(۳) جانجی ناؤں نرسے نہکیوَل رَو رہیا تِہو لوئی
(۴) مائے نِراسی روئی وِچھُنی، بالی بالے ہیتیے
نانک سا پچ سبد سُکھ مَحلیں، گور چرنی پربھ چیتے
(۵) بابل دِتڑی دُور نہ آوسے، گھر پیئیے بلرام جیو
(۶) رہسی ویکھ ہدُور پِر رادی، گھر سوہیئے بلرام جیو

---

۱۔ اے مُرشد میرے وصال کی نیک ساعت بھی بخشو تاکہ میں بھی اُس محبوبِ حقیقی سے وصال پا جاؤں۔

۲۔ کاتبِ تقدیر نے جو مُقدر لکھ دیا ہے، اُسے کوئی مِٹا نہیں سکتا۔

۳۔ برات کے دُولہے کا نام 'نِہکیوَل' ہے یعنی جو تمام بندشوں سے آزاد، پاک اور خُود مختار ہے اور جو تینوں طَبق میں سمایا ہُوا اور موجُود ہے۔

۴۔ دُولہے کے ساتھ دُلھن یعنی رب کے ساتھ رُوح کو دیکھ کر مایا (ماں) روتی ہے کیونکہ رُوح اُس کے گھر سے جا رہی ہے۔

۵۔ میرے باپ (مُرشد) نے میرا رشتہ اِتنے دُور مقام، مقامِ حق پر کیا ہے کہ مجھے واپس مائیکے (دُنیا میں) نہیں آنا ہوگا یعنی حیات و موت کا چکر ختم ہو جائیگا۔

۶۔ رُوح محبوبِ خُدا کو سامنے دیکھ کر شاداں ہوئی۔ محبوب نے اُسے اپنا لیا اور اب وہ محبوب کے ساتھ موج مناتی ہے۔

ساچے پِر لوڑی پریتم جوڑی، مَت پُوری پَر دھانے
سنجوگی میلا، تھان سوہیلا، گُن وَنتی گُورُ گِیانے
سَت سنتوکھ سَدا سچ پلّے، سچ بولے پِر بھائے
نانک رِو چھڑ نہ دُکھ پائے، گُورمَت اَنک سمائے

سوہی چھنت محلہ ۱، صفحہ ۷۶۳-۷۶۴

# ۱۴۔ ابیاتِ عشق

ذیل میں گورُو صاحب کے 'سوہی راگ کی وار' اور 'واراں سے مزید' ابیات (شلوک) میں سے عشق سے متعلق چند ابیات دیئے جا رہے ہیں۔ اِن میں عشق کی مختلف کیفیات کا اِظہار کیا گیا ہے۔ اِن میں فراق کی تڑپ، وِصال کی طلب، محبُوب کی بے رُخی پر مایوسی، اور وِصال کی تکمیل پر سرخوشی کے پُر لطف جذبات ملتے ہیں۔ گورُو صاحب 'واراں سے مزید' میں سے لیے گئے ابیات میں نہ صرف اِس حقیقت کا اِظہار کرتے ہیں کہ وہ محبُوب خُدا فقط عشق و مُحبت سے ہی ملتا ہے بلکہ آپ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ وہ جب بھی مِلتا ہے باطن میں ہی مِلتا ہے، باہر مَندروں، مسجدوں، گرجا گھروں یا گوُردواروں میں نہیں مِلتا۔

اِکو کَنت سبائیا جِتی دَر کھڑ تیاہ
نانک کَنتے رَتیاں پُچھہہ با ترڑ یاہ
سَبھے کَنتے رَتیا کے دو ہاگن رکت
مَے تَن اُدگن ایسڑے خصم نہ پھیرے چِت

ہوں بلہاری تِن کو، صِفت جِنہاں دے ولت
سَبھ راتی سوہاگنی، اِک میں دو ہاگن رات
جِنہیں نہ پایو پریم رَس، کَنت نہ پایو ساؤ
سنجے گھر کا پاہونا، جیوں آیا تیوں جاؤ

وار سوہی، جلد ا، صفحہ ۷۹۰

تَن نہ تپائے تَنور جیو بالن ہڈ نہ بال
سِر پَیری کیا پھیڑئیا، اندر پِری سَمہال
سَبھنی گھٹیں سَوہ وَسے، سہہ بن گھٹ نہ کوئے
نانک تے سوہاگنی، جِنہاں گورُمکھ پرگٹ ہوئے

جو تو پریم کھیلن کا چاؤ
سر دَھر تلی گلی میری آؤ
اِت مارگ پَیر دَھریجے
سر دِیجے، کان نہ کیجے

شلوک، واراں تے ودھیک، محلہ ا صفحہ ۱۴۱۱-۱۴۱۲

## ۱۳۔ مستِ مئے عشق

گورُو نانک صاحب 'دکھنی اونکار' میں سے لیے گئے اِس بند میں اُس عاشق صادق کی دلی حالت کو بیان کرتے ہیں جو اپنے محبوب کے عشق میں سرشار، دُنیا کی لعن وطعن سے بے نیاز و بے پرواہ ہوگیا ہے۔ آپ اُسے اُس دُلھن سے تشبیہہ دیتے ہیں جس نے اپنے خاوند سے وصال کے لیے پردہ اُتار پھینکا ہے اور اُسے اِس بات کا بھی کوئی خوف نہیں کہ اُس کی ساس (مایا) اُسکے خاوند اور اُسکے درمیان کوئی مصیبت کھڑی کر دے گی۔ گورُو صاحب فرماتے ہیں کہ اُس عاشق صادق کو دُنیا کی کوئی پرواہ نہیں۔ اُس نے لاعلمی (ساس) جو پردہ بن کر محبوب اور اُس کے درمیان حائل تھی، کو چاک کر ڈالا ہے۔ اب وہ کلمۂ اِلٰہی کی جوارِ رحمت میں ہے اور اُس کے تمام مصائب ختم ہو گئے ہیں۔ اُسے یہ عالم سرخوشی، مُرشدِ کامل کی رحمت سے ہی حاصل ہوا ہے:

(۱) لاج مَرنتی مَر گئی، گھُونگھٹ کھول چلی

(۲) ساس دِیوانی باوری، سِر تے سَنک ٹلی

---

۱۔ دُنیاوی شرم وحیا جو مجھے پریشان کر رہی تھی ختم ہوگئی ہے۔ میں نے گھُونگھٹ کھول دیا ہے اور بے خوف ہوکر راہِ عشق پر چل پڑی ہوں۔

۲۔ ساس (مایا) بوکھلا گئی ہے۔ اب اُس کا مجھ پر کوئی زور نہیں چلتا۔ میرے تمام شکوک مِٹ گئے ہیں۔

(۱) پریم بُلائی رَلی سیوں، مَن میں سَبد اُنند

(۲) لال رَتی لالی بھئی، گورمُکھ بھئی نِچند

رام کلی، دکھنی اونکار، محلہ ۱، صفحہ ۹۳۱

---

۱۔ محبت نے مجھے بڑی محبت سے بُلایا ہے۔ میرا باطن کلمۂ الٰہی کے لُطف سے مسرور ہے۔ یہاں گورو صاحب نے 'ندائے غیبی' کو محبوب کے 'بلاوے' سے تشبیہ دی ہے۔

۲۔ لال (محبوب) کی محبت میں محو ہو کر میں بھی لال ہو گئی ہوں۔ یعنی عشقِ محبوب کے استغراق نے مجھے بھی اُسی کی صورت بنا دیا ہے۔ مُرشد نے مجھے بے فکر کر دیا ہے یعنی مُرشد کی رحمت سے مجھے سب طرح کے فکر و آلام سے مبرّا یہ کیفیت حاصل ہوئی ہے۔

## ۱۴- بیساکھ

گورُو نانک صاحب 'بارہ ماہ' میں سے یہ بیساکھ کے اِس مہینے میں موسمِ بہار کو بیان کرتے ہوئے بیمارِ محُبت دُلہن کے دِلی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہ موسمِ بہار کی دِلکشی میں محبُوب سے فُرقت زدہ اُس کی ہمہ تن مُنتظر ہے۔ اِس تشبیہہ سے گورُو صاحب اِنسان پر اِنسانی زندگی اور اُس سے مِلے نادر موقعہ کی اہمیّت کو واضح کرتے ہیں کہ وہ کلمۂ الٰہی سے مُنسلک ہو کر اپنے باطن میں اللہ تعالےٰ سے وِصال پا سکتا ہے:

وَیساکھ بھَلا ساکھا ویس کرَے
دَھن دیکھے ہَر دوار آوو دَیا کرَے
گھر آوَ پیارے، دُتَر تارے، تُدھ بِن اَڈھ نہ مولو
قیمت کون کرَے تُدھ بھاوا، دیکھ دِکھاوے ڈھولو
دُور نہ جانا، انتر مانا، ہَر کا مَحل پَچھانا
نانک وَیساکھی پَرَبھ پاوے سُرت سَبد مَن مانا

وَیکھاری 'بارہ ماہ' محلہ ۱، صفحہ ۱۱۰۸

# تتمہ

## طرزِ تحریر و ادبی اوصاف

"آدگرنتھ" میں گورُو نانک صاحب کی ۹۷۴ نظمیں شامل ہیں۔ گورُو صاحب کا مشہور کلام "جپ جی"، "سِدّھ گوشٹ"، "آسا دی وار" اور "دکھنی اونکار" ہیں۔ آپ کے کلام کو گہرائی و گیرائی کے علاوہ زبان کی خُوبصورتی اور بیان کی قُدرت کے وصف نے، بطور بہترین نظم، اعلیٰ پایہ کے ادب کا مقام دیا گیا ہے۔ اُن کے کلام میں الفاظ کے اِنتخاب اور اُس سے پیدا موسیقیٔ لاجواب کے باعث، اُن کا شُمار دُنیا کے ہر زمانہ کے عظیم شاعروں میں کیا جا سکتا ہے۔ وہ خُود بھی اپنے راس وصفِ شعر و سُخن اور فہم و فن سے ناآشنا نہ تھے۔ وہ خُود کو نغمۂ ربّی کا نغمہ سرا (ڈھاڈی) کہتے ہیں۔

"ڈھاڈی کرے پَساوُ سَبد وَجایا"

ماجھ دی وار۔ صفحہ ۱۵۰

گورُو صاحب کے کلام کے اعلیٰ ادبی اوصاف کے باوجُود مندرجہ بالا اَمر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کا اوّلین مقصد کلمۂ الٰہی کی تعلیم تھا۔ شعر و سُخن اِس مقصد کی تکمیل کے طریق و وسیلہ ہی تو تھے۔ اُنہوں نے "اپنا کلام اپنے فنِ شاعری کو ثابت کرنے کے لیے تخلیق نہیں کیا تھا۔ اُن کے نغمے ایک مُلکوتی منظر و ایک رُوحانی نُور کی مانند ہیں جو باطن سے نِکل کر جھاڑی سے جھانکتے گُلاب کے پھُول کی طرح اپنی طرف متوجّہ کر لیتے ہیں۔" آپ کا اصل مقصد تو اپنے رُوحانی پیغام

کو پھیلانا تھا۔ شعر وسُخن تو اِس مقصد کی تکمیل کا محض وسیلہ تھے۔

گورُو نانک صاحب کو ہندوستان کے سنتوں و فقرائے کامل کی مُروجہ رُوحانی شاعری کی ایک عظیم روایت ملی تھی۔ یہ روایت نامدیو، کبیر اور روی داس کے کلام کے باعث ایک منفرد حیثیت رکھتی تھی۔ علاوہ ازیں صُوفی شعرا کا ایک سلسلہ بھی تھا مثلاً بابا فرید گنج شکر۔ اُنہوں نے اپنے زمانہ کی پنجابی میں عشقِ الٰہی کے نغمے خُوب گائے تھے۔ گورُو نانک صاحب صُوفیانہ کلام کے اِس بے بہا خزانہ سے بخُوبی آگاہ تھے۔ آپ نے اُن کے کلام کی خاص خُوبیوں کو ہی نہیں بلکہ اُن کی طرز اور جذبات کی باریکیوں کو بھی اپنے کلام میں سمو لیا۔ آپ نے 'بھگتی دھارا' اور 'صُوفی طرز' کی قدم بقدم چل رہی منظُوم روایات کا اپنے کلام میں بڑا خُوبصُورت امتزاج کیا ہے۔

گورُو صاحب کے کلام کو عموماً تین دَور میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلا دور قریباً ۱۴۶۹ء سے ۱۴۹۸ء تک کا ہے، جس میں اُنہوں نے پُر جوش اور انقلابی کلام کی تخلیق کی۔ اِس میں زیادہ تر مکّار و فریبی پنڈت و پُجاریوں کی رائج کردہ باہری رسُوم و شریعت اور اُس زمانہ کے لوگوں (سرکاری مُلازمین) کی گُناہ آلودہ فطرت کی مذمت و مُلامت کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر آپ ایک طالب علم کے طور پر پنڈت کی عِلمیّت کے سامنے سوالیہ نشان کھڑا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اُس کی علمیت رُوح کو نُور و نجات دہندہ ہونے کی بجائے اُسکے گلے کا طوق ثابت ہو رہی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ دُنیاوی لگاؤ کو جلاؤ اور اُس کی راکھ کو گِھس کر سیاہی بناؤ، فہم و فراست کو کاغذ بناؤ اور عشقِ اِلٰہی کو قلم اور قلب کو کاتب بنا کر مُرشدِ عالی کی تعلیم کے مُطابق اُس لا مُنتہا خُدا اور اُس کے کلمۂ الٰہی کی عظمت کا مضمُون تحریر کرو:

جال موہ گھس مَس کر، مَت کا گد کر سار
بھاؤ قلم کر، چِت لِکھاری، گورُو پُچھ لِکھ بیچار

لِکھ نام صالاح لِکھ، لِکھ انت نہ پارا وار

سری راگ، محلہ ۱، صفحہ ۱۶

اِسی طرح آپ اپنے گاؤں کے حکیم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ درد کی دوا بتانے آیا حکیم میری کلائی تھامے ہوئے ہے مگر دردِ ہجر تو میرے دل میں ہے، نبض دیکھنے سے کیا حاصل؟

وَید بُلایا وَیدگی، پکڑ ڈھنڈولے بانہہ
بھولا وَید نہ جانئی، کرک کلیجے مانہہ

وار ملار، محلہ ۱، صفحہ ۱۲۷۹

گورُو صاحب کا اِبتدائیہ کلام تشبیہات، اِستعارات و تلمیحات سے پُر ہے۔ آپ نے اِس دَور میں زیادہ تر شلوک و دوہے تخلیق کئے ہیں، جن میں طنز کا رنگ نُمایاں ہے۔

اگلا دَور زیادہ تر گورُو صاحب کے سفر و سیاحت (اُداسیاں) کے بیس سال کے عرصہ سے متعلق ہے۔ آپ کا زیادہ تر مذاکراتی و مناظراتی کلام اِسی دَور سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ اِس دوران آپ عموماً اپنے ہم عصر مذہبی عالموں، مولویوں اور پنڈتوں سے گُفتگو، مذاکرات و مناظرات میں مشغول رہے۔ اِس دَور میں بھی دِکھو کھلی بے جان شریعت، بے مقصد زیارت، بے معنی ترک، جسم کو اذّیت دینے والے ہٹھ یوگ، جھُوٹی شان و شوکت، غلط جزا و سزا اور بال کی کھال اُتارنے والے یا محض عِلمی بحث مباحثہ کرنے والے عالموں[2]" کی مُذمّت و مُخالفت جیسے اُمور آپ کے مضامین میں شامل تھے۔ تاہم اِس کے ساتھ ہی آپ کے کلام میں رُوح، ربّ، تخلیقِ کائینات اور کلمۂ اِلٰہی جیسے رُوحانی اُمور اور عبادت و بندگی کے جذبات و اِحساسات سے پُر مضامین کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ اِس طرح اِس دَور کی تخلیقات میں نفسِ مضمون اور طرزِ بیان میں تبدیلی کی علامات و نشانات صاف نظر آتے ہیں۔

مندرجہ ذیل نظم[3] اِس دور کی تخلیق کی نمائندگی کرتی ہے:

موتی تاں مندر اُوسرے رَتنی تاں ہوئے جڑاؤ
کستوُر، کُنگُو، اگر، چندن لیپ آوے چاؤ
مَت دیکھ بھُولا وِیسرے، تیرا چِت نہ آوے ناؤ
ہَر بن جیو جُل بُل جاؤ
مَیں آپنا گورُ پوُچھ دیکھیا اوَر ناہیں تھاو
دَھرتی تاں ہیرے لال جڑتی پلنگ لال جڑاؤ
موہنی مُکھ مَنی سو ہے کرے رنگ پَساؤ
مَت دیکھ بھُولا وِیسرے تیرا چِت نہ آوے ناؤ
سِدّھ ہووا سِدّھ لائی رِدّھ آکھا آؤ
گُپت پرگٹ ہوئے بَیٹھا لوک راکھے بھاؤ
مَت دیکھ بھُولا وِیسرے تیرا چِت نہ آوے ناؤ
سُلطان ہووا میل لَسکر تخت راکھاں پاؤ
حُکم حاصل کرمی بیٹھا نانکا سب واؤ
مَت دیکھ بھُولا وِیسرے، تیرا چِت نہ آوے ناؤ

سری راگ محلہ ۱، صفحہ ۱۴

اِس نظم کو بہ نظرِ غور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گورُو صاحب نے "ہر بن جیو جُل بَل جاؤ" اور "مَت دیکھ بھُولا وِیسرے تیرا چِت نہ آوے ناؤ" کے خیالات کو چار پہلوؤں سے ظاہر کرنے کے لیے چار پُرزور تمثیلات و عِلامات کا اِستعمال کیا ہے۔ اِس نظم کا مرکزی نُکتہ یہ ہے کہ حیاتِ اِنسانی کا اصل مقصد وِصالِ حق ہے یہ گورُو صاحب کے اپنے خیالات و فلسفہ کا بڑے فصیح طور سے اِظہار کرتی ہیں۔ آپ انسان کو مُخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اگر خُوش قِسمتی سے اُسے محل، عورت، مرتبہ اور قوّتِ کمال (سِدّھی) حاصل ہو بھی جائیں تو بھی اُسے خُدا اور نامِ خُدا سے

غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اِس طرح یہ منظوم منظرنامہ اُس جذبۂ خیال کی تخلیق کرتا ہے، جو ترکِ دُنیا یا غرقِ دُنیا نہیں، بلکہ مَردِ دُنیا بن کر خُدا اور نامِ خُدا کو پانے کا ذریعہ و طریق بتاتا ہے۔

گورُو صاحب کے کلام کا تیسرا دور آپ کی زندگی کے آخری اٹھارہ سال (۱۵۲۱ء سے ۱۵۳۹ء) سے متعلق ہے۔ اِس دور میں آپ کا کلام اپنے نُقطۂ عروج پر پہنچ گیا ہے۔ گورُو صاحب کا تمام مشہور و قابلِ ذکر کلام مثلاً 'جپ جی' 'واراں' 'پٹی' 'تِتھاں' 'سِدّھ گوشٹ' اور شائد 'سوہلے' اور 'چھند' بھی اِسی دوران تخلیق کیے گئے ہیں۔ گورُو صاحب نے اپنے لمبے دوروں کے بعد اپنی زندگی کے آخری دور میں کرتارپور کو اپنا جائے قیام بنایا۔ یہاں آپ کے گہرے تجربہ کا کمال آپ کے کلام کی سلاست فصاحت اور دِلکش خوبصورتی سے ہم آہنگ و یک رنگ ہوکر ایک لاثانی ادب کی صُورت میں تیزی سے قلمبند ہوتا چلا گیا۔ اِس دَور میں تخلیق کیے گئے زیادہ تر کلام کا نُمایاں جذبہ و مرکزی خیال فلسفیانہ و صُوفیانہ ہے۔ گو اِس دور کے کچھ کلام میں تردید و تنقید کی جھلک بھی ملتی ہے۔

اِن تخلیقات کے مضامین کا بُنیادی تصوّر اور مرکزی خیال کلمۂ الٰہی کا شغل، عشقِ خُدا اور اُس سے وصال کی تڑپ، مُرشد کی ضرورت و رحمت، صُحبتِ مردانِ حق، خُدا کی رضا یا حُکم، رحمتِ خُدا و خوفِ خُدا، ندائے سُلطانی، قانونِ اعمال، غم و آلام، بدی اور مسئلہ تناسخ، خُودی کی حد بندی، نیک اخلاق کی ضرورت، معاشرے کی بلند اخلاقی، قُدرت کی خوبصورتی اور جامۂ انسان کی فضیلت و فوقیت کے اردگرد گھومتا ہے۔ اِس کلام کے مضامین کے جذبات کا دائرہ اِتنا وسیع ہے اور وہ بُلندئ فن ہے کہ یہ اُسے "دُنیا کی عظیم ترین مذہبی شاعری کے ہم پایہ و ہم پلّہ بناتا ہے۔" (۷)

'جپ جی' کو عام طور پر گورُو صاحب کی تعلیم کا جوہر اور فن کا عروج مانا جاتا ہے۔ اِس میں ۳۸ بند (پوڑیاں) اور آخر میں ایک بیت (شلوک) ہے۔ اِس میں گورُو صاحب کے کلام کے آخری دَور میں پائے جانے والے زیادہ نُمایاں مرکزی خیال کو کمالِ خُوبی سے نبھایا گیا ہے۔ اِس میں خُدا کی ہستی، انسانی فِطرت اور تمام کائنات میں اُس کی فوقیت،

مُرشد کی فضیلت و ضرورت، اور مالک سے کلمہ کی صُورت میں ظاہر ہونے والی بُنیادی و اصل حقیقت کی فِطرت و خصُوصیت وغیرہ کے متعلق بڑی سنجیدگی سے بحث کی گئی ہے۔ جُپ جی، کے مُول منتر[14] میں جس خُوبی سے خُدا کے لاتعداد اوصاف کو بالترتیب بیان کیا گیا ہے، اُسے سب جانتے ہیں:

"ایک اونکار ست نام کرتا پُرکھ نربھَو نروَیر
اکال مُورت اَجُونی سے بھنگ گورُ پرساد

مُول منتر، محلہ ۱، صفحہ ۱

اِس طرح 'جپ جی' کے آخر میں شامل کیا گیا 'شلوک'[15] ایک قسم سے تتمہ و ضمیمہ ہے جس میں نامِ خُدا کی نرالی صلاحیت اور نامِ خُدا' کلمہ کا رُوحانی شغل کرنے والوں کی عظمت و بلند درجہ کا بیان ہے:

جنہی نام دھیا ئیا گئے مُسقّت گھال
نانک تے مُکھ اُجلے کیتی چُھٹی نال

جپ جی، محلہ ۱، صفحہ ۸

گورُو نانک صاحب کے کلام کو موسیقی کے قدیم راگوں کے مُطابق ترتیب دی گئی ہے سرسری نظر سے دیکھنے پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راگوں کی یہ تقسیم بے قاعدگی سے کی گئی ہے۔ لیکن بہ نظرِ غور دیکھنے پر بخُوبی واضح ہوجاتا ہے کہ جس (شبد) نظم کو جس راگ میں رکھا گیا ہے وہ اُس راگ کے رُجحان اور بناوٹ کے عین مُطابق ہے۔ راگ دوہرائے بھی گئے ہیں۔ مگر اِس تکرار سے یکسر بچا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ کچھ راگوں کا بُنیادی و تعمیری دائرہ ایک راگ میں درج کلام کے خیالات' جذبات اور بیان' دوسرے سے خلط ملط ہوتا ہے 'آدگرنتھ' میں جن اکتیس (۳۱) راگوں کا اِستعمال کیا گیا ہے گورُو صاحب کے کلام کو اُن میں سے صرف بیس (۲۰) میں ترتیب دیا گیا ہے۔

ہر راگ کو جذبات و خیالات کی فِطرت و خصلت کے اِظہار کے عین مُطابق بنایا گیا ہے ہر راگ کے گانے کا خاص وقت مقرر ہے۔ مثلاً راگ 'آسا' موسمِ سرما میں صُبح و شام

کے وقت گایا جاتا ہے۔ اسی طرح گاوڑی راگ 'سنجیدہ جذبات سے' سورٹھ 'اندھیرے سے' دھناسری 'ہجر سے' وڈ ہنس 'وصال کی تڑپ سے' اور بسنت 'بسنت کی خوشی سے' تعلق رکھتا ہے۔

گورُو صاحب کے کلام کی ایک اور خاصیت، تمثیلات، تلمیحات، تشبیہات اور استعارات کا بھرپور استعمال ہے۔ آپ نے سب سے زیادہ استعمال عورت و مرد، خاوند و بیوی، دُولہا دُلھن کے استعارے کا کیا ہے۔ رُوح کو عورت اور خُدا کو خاوند کہا ہے۔ ماسوا 'سِدّھ گوشٹ' اور 'واراں' کے یہ تشبیہہ و استعارہ آپ کے سارے کلام میں موجُود ہے عورت (رُوح) اپنے خاوند (خُدا) سے وصال کے لئے تڑپتی ہے۔ محبُوب سے مل کر ہی اُس کے دِل میں لگی آتشِ ہجر سرد ہو سکتی ہے۔ راگ وڈ ہنس کی مندرجہ ذیل نظم اس جذبہ و خیال کے پُرزور بیان کی بڑی خوبصورت مثال ہے:-

موری رُن جھُن لایا' بھینے ساون آیا
تیرے مُندھ کٹارے جے وڈا' تن لوبھی لوبھ لُبھایا
تیرے درسن وِٹھہُ کھنیۓ' وَنجا تیرے نام وِٹھہُ قُربانو
جا تُو تا مے مان کیا ہے' تُدھ بن کیہا میرا مانو
چُوڑا بھن پلنگھ سیو مُندے ہے' سَن باہی' سَن با ہا
اِ بیتے ویس کر یدسیئے مُندے ہے' سوہ راتو اَوراہا
نہ منیار نہ چُوڑیا نہ سے وَنگڑیا ہا
جو سوہ کنٹھ نہ لگیا' جلن سے با ہڑیا ہا
سبھ سہیا سوہ راوَن گیئیا' ہو وادھی کے دَر جاوا
اعمالی ہوں کھری سُچجی' تے سہہ ایک نہ بھاوا
ماٹھ گُندائی پٹیا' بھرئیے ماگ سندھورے
اَگے گئی نہ منیا' مرو وِسُور وِسُورے
میں روَندی سبھ جگ رُنا' رُنڑے وَنو پنکھیرو

اِک نہ رُسنا میرے تَن کا بِرہا، جِن ہوں پِرو دِ چھوڑی
سُپنے آیا بھی گیا، میں جُل بھَریا روئے
آسے نہ سَکا تُجھ کَن پیارے، بھیج نہ سکا کوئے
آوَ سُبھاگی نیندڑیئے، مَت سَوہ دیکھا سوئے
تے صاحِب کی بات، جے آکھے، کہو نانک کیا دِیجے
سِیس وَڈھے کر بَیٹھن دِیجے، وِن سِر سیوکرِیجے
کیو نہ مَریجے جِیئڑا نہ دِیجے، جا سَوہ بَھیا وِڈانا

وَڈ ہنس، محلہ ا، صفحہ ۵۵۷

خالص ادبی نُکتہَ نگاہ سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گورُو صاحب نے نظم کی رَزمیہ صوُرت کو سکوُن دِہ رُوحانی نظم کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے بیانیہ طرزِ شاعری کو خیال انگیز اندازِ شاعری کی صوُرت دی۔ اور ساتھ ہی باہری کثیف کشمکش کو باطنی لطیف جُد و جہد میں بدل دیا۔ باہری میدانِ جنگ کی بجائے اِنسان کے باطن کو میدانِ جنگ بنا دیا۔ کسی بہادُر یا بادشاہ کی عظمت کی بجائے کِر دگار، کلمہ مُحکم، نام اور مردانِ حق کی فضیلت کے نغمے گائے۔ بَد اعمال اور خُود پَرستی کا خاتمہ و فنا اور نیک اعمال اور خُدا پرستی کی فتح و بقا کا اِظہار کیا۔ آپ نے اِسی طرح گوشٹ، پٹی، بارہ ماہ، پہرے، وغیرہ تمام اصنافِ شاعری کو اپنی خاص ضرورت کے مُطابق شکل دی۔ یہی بات قدیم روایات سے لی گئی کہانیوں، اِمثال اور سنسکرت، عربی اور فارسی میں سے لیے گئے تعریفی الفاظ (DEFINITIONS) پر لاگوُ ہوتی ہے۔ گورُو صاحب نے کسی بھی روایت کے الفاظ، اشعار، اِمثال، علامات واستعارات کا پلا جھمک اِستعمال کیا ہے اور تب یہ سب گورُو صاحب کی شخصیت و فلسفہ کے سانچے میں ڈھل کر اُن کی دِلی آرزوؤں کے کام کی تکمیل کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

گورُو صاحب کا کلام گہرے رُوحانی تجربات کے اِظہار کے لیے اصُول، دلیل وخیال کو یکجا کر کے خوبصوُرت اِمتزاج پیدا کرتا ہے۔ یہ خیالات کی روانی، علامات و اِستعارات، طنز و بیان کے بہت سے کرِشمات کو یکجا کرتا ہے۔ یہ ایسے نِرالے طور سے موسیقی،

مصوّری، اور نقاشی کی فضیلت کو منظوم خوبصورتی میں تبدیل کرتا ہے کہ اس کی عظمت وحشمت قاری کے دل میں تازگی و سرور پیدا کرتی ہے۔ یہ تمام کسی کامل انسان کی تخلیقی صلاحیت اور کمالِ فن کا ہی نتیجہ ہو سکتا ہے۔

اگرچہ گورُو صاحب کا کلام بنیادی طور پر مذہبی یا رُوحانی جذبات و خیالات سے لبریز ہے اور اس کو رُوحانی شاعری کا درجہ دیا جاتا ہے، تاہم اس میں دُنیاوی شاعری کے تمام اعلےٰ اوصاف بدرجۂ احسن موجود ہیں۔ اگرچہ گورُو صاحب کی شاعری رُوحانیت کی بلندیوں کو چھوتی ہے لیکن اُس کے مادّی جھنڈے زمین سے وابستہ و پیوستہ ہیں۔ گورُو صاحب کا کلام رُوحانیت کو مادّیت میں بیان کرتا ہے۔ یہ عرش کی بات فرش کی زبان و محاورے میں بیان کرتا ہے۔ گورُو صاحب کسی تارک الدُنیا کی طرح زندگی کی مذمت نہیں کرتے۔ عشقِ خُدا اور اُنسِ انسان (انسانی محبت) اُن کے کلام کے شجر کی دو ایسی مضبوط شاخیں ہیں کہ ایک کے بغیر دُوسری کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

کلامِ گورُو نانک اگر ایک طرف رُوحانی علم کی اُس بیش بہا دولت کو، جو قدیمی زبانوں میں ہونے کے باعث عوام سے دُور ہو چکی تھی، عام انسانی سطح پر لاتا ہے تو دُوسری طرف اصُولات کو خشک ہونے سے بچانے کے لیے سادگی کی دلکش چاشنی دیتا ہے۔ یہ ایک طرف لطیف تجربات کو کثیف بنانے کے لیے رازہائے مخفی کو اِفشا کرتا ہے تو دُوسری طرف ظاہرہ مطالب کی تہہ میں گہرے رُوحانی رموز کو چھپا دیتا ہے۔ ہم کلام کو جتنا زیادہ گہرائی سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اُتنا ہی زیادہ رُوحانیت کے ہیرے و جواہرات سے مالا مال ہوتے ہیں۔ یہ کلام عقیدتمند دل کی رُوحانی تلاش کی تکمیل اور فن کے شیدائی کی خوبصورتی کی پیاس، کو تسکین دیتا ہے۔ یہ کلام اپنے تخلیق کار کی رُوح کی نارسائی تک رسائی کو بھی بیان کرتا ہے اور قاری کے لیے ذوق و شوق سے پُر راہ نمائی بھی کرتا ہے۔ اس کلام کی اصل حقیقت جتنی سکون دہ، خوشنما اور دلکش ہے، اُتنی ہی محرک، مثالی، نجات دینے والی اور اُمیدوں سے پُر بھی ہے۔

Heading Notes اور Bibliography Heading
کتاب کے آخر میں انگریزی میں دیئے گئے ہیں۔ لہذا اُسی طرح انگریزی کی کتاب
میں سے لیے جا سکتے ہیں۔ ہندی اور پنجابی ایڈیشن میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔

# ہماری اُردو اِشاعات

| کتاب | مصنف |
|---|---|
| 1۔آتم گیان | مہاراج جگت سِنگھ جی |
| 2۔آتما کا سفر | رادھا سوامی ست سنگ بیاس |
| 3۔بولے شیخ فرید | ٹی۔آر۔شنگاری |
| 4۔بینتی | رادھا سوامی ست سنگ بیاس |
| 5۔پرم پارس گُورو رویداس | کے۔این۔اُپادھیائے |
| 6۔پرمارتھی پتر حِصہ اوّل | بابا جیمل سِنگھ جی مہاراج |
| 7۔پرمارتھی پتر حِصہ دوم | مہاراج ساون سِنگھ جی |
| 8۔پرمارتھی ساکھیاں | مہاراج ساون سِنگھ جی |
| 9۔پیامِ مُرشدِ کامل | دریائی لال کپُور |
| 10۔حق حلال کی کمائی | ٹی۔آر۔شنگاری |
| 11۔حضرت سُلطان باہُو | ڈاکٹر پُوری، ڈاکٹر 'خاک' |
| 12۔رُوحانی پُھول | مہاراج جگت سِنگھ |
| 13۔زِندہ مرنا پار اُترنا | مہاراج چرن سِنگھ جی |
| 14۔سائیں بُلھے شاہ | ڈاکٹر پُوری، ڈاکٹر شنگاری |
| 15۔سنت مارگ | مہاراج چرن سِنگھ جی |
| 16۔سنت دادُو دیال | کے۔این۔اُپادھیائے |
| 17۔سنت کبیر | شانتی سیٹھی |
| 18۔سنت سندیش | شانتی سیٹھی |
| 19۔سار بچن نثر | سوامی جی مہاراج |
| 20۔سرمد شہید | ٹی۔آر۔شنگاری |

ہماری اُردو اشاعات

| | |
|---|---|
| 21۔صحبتِ مُرشدِ کامل | ڈاکٹر جے۔ پی۔ جانسن |
| 22۔فردوس بریں بررُوے زمیں | دریائی لال کپُور |
| 23۔کامل درویش شاہ لطیف | ٹی۔آر۔شنگاری |
| 24۔گوُرونانک کا رُوحانی اُپدیش | جنک پُوری |
| 25۔ہنسا ہیرا موتی چگنا | ٹی۔آر۔شنگاری |

دیگر

| | |
|---|---|
| 1۔کتابِ میرداد | میخائیل نعیمی |

**For Internet orders, please visit: www.rssb.org**

**For book orders within India, please write to:**
Radha Soami Satsang Beas
BAV Distribution Centre, 5 Guru Ravi Dass Marg
Pusa Road, New Delhi 110 005